حاصل مطالعہ

محترم حضرت محمد حسن چغتائی مدظلہ
(امیر مرکزیہ مجلس احرار اسلام پاکستان)

مقام صحابہ رضی اللہ عنہم

طلوعِ آفتاب کے بعد جو چیز سب سے زیادہ اور سب سے پہلے آفتاب کے آثار سے متاثر ہوتی ہے۔ وہ فضا ہے۔ وہ چونکہ خلقتاً اپنی ذات سے شفاف ہے۔ اور ادھر آفتاب کے سامنے بلاواسطہ حاضر ہے۔ اس لئے سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اس کے نور حرارت کا اثر لیتی ہے۔ وہ اس درجہ منور ہوتی ہے کہ باوجود اس کے چمک اٹھنے کے خود اس کی چمک آنکھوں کو نظر نہیں آتی۔ بلکہ آفتاب ہی کی دھوپ اور شعاعیں نظر پڑتی ہیں۔ اگر فضا میں نگاہ اٹھائی جائے۔ تو فضا کا جو حصہ سامنے آئے گا۔ اس میں سے آفتاب ہی دکھائی دے گا۔ خود فضا کی ہستی نظر نہ پڑے گی۔ گویا وہ اس کے نور میں اس درجہ مستغرق اور فانی ہوجاتی ہے۔ اور اس کا اپنا تنور کسی کی آنکھ میں نہیں آتا۔ بلکہ آفتاب اس میں سے ایسا دکھائی دیتا ہے کہ گویا بلاواسطہ دکھائی دے رہا ہے۔ حالانکہ فضاء اپنی بے حد وسعت کے ساتھ بیچ میں حائل ہے۔

ٹھیک یہی صورت روحانی آفتاب سے استفادہ کی بھی ہے۔ اور اس کے عالم گیر آثار اس سے متاثر تو سب ہوتے ہیں۔ مگر سب سے زیادہ وہ طبقہ متاثر ہوتا ہے جو بلاواسطہ اس سے قریب ہو کر نور لیتا ہے۔ اور وہ طبقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طبقہ ہے جو فضا کی مانند ہے۔ جو زمین سے بالاتر ہے۔ اور فلک شمس یعنی آسمان نبوت سے فروتر ہے۔ وہ فضا کی طرح خلقی طور پر خود شفاف ہے۔ جو محض اس کے نور کو ہی دکھلا دینے کی نہیں بلکہ اس میں میں آفتاب کو دکھلانے کی کامل استعداد رکھتا ہے۔ جیسا کہ احادیث میں آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ سارے نبیوں کے صحابہ میں میرے صحابہ منتخب کرلئے گئے۔ یا جیسے سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "ان کے دل شفاف تھے۔ ان کا علم گہرا تھا۔ ان میں تکلفات نہ تھے۔ انہیں اقامت دین کے لئے پوری امت میں سے چن لیا گیا تھا۔ ان کا نقش قدم واجب الاتباع ہے۔" وغیرہ جس سے حضرات صحابہ کی کمال قابلیت کھلتی ہے۔ جو انہیں انوارِ نبوت کو جذب کرنے کے لئے عطا ہوئی تھی۔ پس وہ فطری شفافی اور کمال قرب کے لحاظ سے بمنزلہ فضا کے ہوئے۔ جو شفاف ہے۔ اور ساری دنیا کی نسبت سے آفتاب سے قریب تر بھی ہے کہ بلاواسطہ نورِ آفتاب جذب کرتی ہے۔ پس انہوں نے ان شفاف سینوں سے اس درجہ آفتاب نبوت کا نور واثر قبول کیا کہ فضا کی طرح سرتاپا نور بن گئے۔ اور جیسا کہ فضا آفتاب سے ملحق اور متصل ہو کر اس درجہ منور ہو جاتی ہے۔ کہ وہ خود نظر نہیں آتی۔ یعنی وہ خود اپنے کو نہیں دکھلاتی۔ بلکہ صرف آفتاب اور اس کی شعاعوں اور چمک دمک ہی کو نمایاں کرتی ہے۔ ایسے ہی صحابہ اپنی فطری قابلیتوں ہی کی بناء پر اس درجہ پاک قلوب، عمیقُ العلم۔ قلیلُ التکلیف اور بے غل و غش بنائے گئے تھے۔ کہ گویا ان میں خود ان کی کوئی ذاتی خصوصیت باقی نہیں رہی تھی۔ وہ صرف سنن نبوی کے مجسم نمونے بن گئے تھے۔ اس لئے حضور نے ان کے عقیدہ و عمل کو اپنے عقیدہ عمل کے ساتھ ختم کر کے انہیں معیار حق فرمایا۔ اور اعلان فرمادیا۔ کہ سنن نبوّت اور سنن صحابہ ایک ہی ہیں۔ جس سے نمایاں ہوجاتا ہے۔ کہ صحابہ کی دینی خصوصیات، خصوصیت نبوی تھیں۔ چنانچہ امت کے بہتر فرقوں کے بارے میں جب حضور سے یہ سوال کیا گیا۔ کہ ان بہتر میں وہ ناجی فرقہ کونسا ہے؟ تو فرمایا۔

مَااَنَا علیه الیوم و اصحابی۔

"جس پر آج کے دن میں اور میرے صحابہ ہیں۔"

گویا اپنے عقیدہ و عمل کے ساتھ ان کے عقیدہ و عمل کو اس طرح ملا کر بتلایا۔ کہ ان کے عقیدہ و عمل اور حضور کے عقیدہ و عمل کی نوعیت ایک ثابت ہوگئی۔ اور فرقوں کے حق و باطل ہونے کا معیار آپ نے خود اپنی ذات با برکات اور حضرات صحابہ کو ٹھہرا دیا۔

صحابہ بالاتر از تنقید

پھر جیسے فضا تک کوئی گندگی نہیں پہنچتی۔ اور پہنچائی بھی جائے۔ تو وہ لوٹ کر پہنچانے والے ہی پر گرتی ہے۔

فضا اس سے گندی نہیں ہوتی۔ ایسے ہی حضرات صحابہ کا طبقہ روحانی فضا کی مانند ہے۔ امت کی تنقیدوں سے بالاتر ہے۔ اگر ان کی شان میں کوئی طبقہ سب و شتم یا گستاخی یا سوء ادب یا جسارت و بے باکی یا ان پر تنقیدی تحقیر کی گندگی اچھالے گا۔ تو اس کی یہ ناپاکی اسی کی طرف لوٹ آئے گی۔ اس فضاء شفاف پر اس کا کوئی اثر نہ ہوگا۔

بہرحال حضرات صحابہ فضاء قریب کی مانند ہیں کہ انہیں شفافی میں بھی آفتاب سے مناسبت ہے وہ آفتاب نبوت سے نزدیک تر بھی ہیں۔ بلاواسطہ اس سے ملحق بھی ہیں۔ وہ زمین کی کدورتوں سے بالاتر بھی ہیں۔ اور وہ آفتاب نبوت کے نور میں فانی بھی ہیں۔ اور اس نور کی نمائش گاہ بن کر رہ گئے ہیں۔ جن میں اپنی خصوصیت بجز انفعال اور قبول حق کے دوسری نہیں رہ گئی تھی۔

پس صحابہ کی اس اعلیٰ ترین زندگی کا نور تیز بھی ہے۔ اور پیغمبر سے اقرب تر اور اشبہ بھی ہے کہ اس نے نبوت کی زندگی سے متصل رہ کر اس کی شعاعوں کا نور قبول کیا ہے۔ اس لئے یہ زندگی نہ صرف عزیمتوں کی زندگی اور اولوالعزمانہ زندگی ہے۔ کہ جائزات کی آڑ لئے بغیر عمل کے اعلیٰ ترین حصہ کو اپنا لیا جائے۔ بلکہ یہ زندگی جامع اضداد بھی ہے۔ جو کمال اعتدال لئے ہوئے ہے۔ کہ ایک طرف نفس کشی بھی انتہائی اور ساتھ ہی ادب شریعت اور اتباع سنن نبوی بھی انتہائی اور ایک طرف طبعی جذبات بھی قائم اور دوسری طرف عقلی و داعی اور ملکیت بھی غالب اس کمال اعتدال و جامعیت کے ساتھ یہ زندگی صحابہ کے سواء امت کے کسی طبقہ کو طبقاتی حیثیت سے نصیب نہیں۔ آحاد و افراد اس زندگی کے حامل نظر پڑیں گے۔ جس میں شرف صحابیت کے سواء سب کچھ ہوگا۔ لیکن طبقہ کا طبقہ ایک ہی رنگ میں رنگا ہوا ہو۔ اور ہمہ وقت اخلاص و معرفت کی حد کمال کو طے کئے ہوئے ہو۔ طبقہ صحابہ کے سوا دوسرا نہیں۔ جنہوں نے گھر بار چھوڑ کر اور نفس کی خواہش سے منہ موڑ کر صرف اور صرف رضائے حق کو اپنی زندگی بنا کر طبعی مرغوبات کو شرعی مطلوبات پر قربان کر دیا۔ موطن طبیعت سے ہجرت کر کے موطن شریعت میں آ کر بس گئے۔ اور شرعی مرادوں کی خاطر نفس کی حیلہ جوئیوں اور راحت طلبیوں سے کنارہ کش ہو کر عزم صادق کے ساتھ ہمہ وقت مرضیات الٰہی اور سنن نبوی کی پیروی میں مستغرق ہو گئے۔ اور اسی کو اپنی زندگی بنا لیا۔ اس جامع اور جامع اضداد زندگی کا سب سے زیادہ نمایاں اور حیرت ناک پہلو یہ ہے کہ وہ کلیتاً تارک دنیا بھی تھے۔ اور رہبانیت سے الگ بھی، دنیا اور دنیا کے جاہ و جلال، دھن دولت، حکومت و سیاست، گھر بار، زمین جائیداد کے ہجوم میں بھی تھے۔ اور پھر ادائے حقوق میں بے لاگ بھی۔ یہ زن، زر۔ زمین ان کے تصرف میں بھی تھی۔ اور پھر قلباً ان سب چیزوں سے بے تعلق اور کنارہ کش بھی، درویش کامل بھی ہیں۔ اور قبائے شاہی بھی زیب تن ہے۔ حکمران بھی ہیں۔ اور دلق گدائی بھی کندھوں پر ہے۔ ممالک بھی فتح کر رہے ہیں۔ اور فقیری کی خوبی بدستور قائم ہے۔

یوں بہم کس نے کئے ساغر و سنداں دونوں؟

(ماخوذ۔ تابعین کرام۔۔ از دار المصنفین۔ اعظم گڑھ)